TQ Lesson 189 Surah Furqan Ayat 58-77 tafseer 4

آیت نمبر 70. إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

ترجمہ۔ اِلّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔

إِلَّا سوائے ان لوگوں کے اب وہ لوگ جنہوں نے گناہ کیے ہیں اور گناہ کرنے کے بعد جو بھی پیچھے مومنانہ اوصاف آئے ہیں وہ مومنانہ اوصاف اور خاص طور پر یہ سات، آٹھ اور نو اگر کسی نے یہ گناہ کیے ہیں تو اوصاف میں کمی ہے تو وہ لوگ کیا کریں؟ **إِلَّا** سوائے ان لوگوں کے **مَن تَابَ** جو توبہ کرلیں **تَابَ** **(ت و ب)** سے ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں کہ لوٹ آنا، پلٹ آنا ،تو سوائے اس کے کہ جو لوگ توبہ کر چکے ہوں، وہ لوگ جو لوٹ آئیں، وہ لوگ جو پلٹ آئیں، اور **وَآمَنَ** اور ایمان لائیں گویا کہ جن گناہوں کا انہوں نے اعتراف کیا ہے اب دوبارہ ان کو نہ کریں کیونکہ ایمان اگر ہوتا ہے تو انسان پھر گناہ نہیں کرتا اللہ پر یقین، آخرت پر یقین **وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا**اور وہ عمل کرے نیک عمل کرے صَالِح **فَأُولَٰئِكَ** تو ایسے ہی لوگ ہیں پھر یہ ایسے خوش قسمت لوگ ہیں **يُبَدِّلُ اللَّهُ** بدل دے گا اللہ **سَيِّئَاتِهِمْ** ان کی برائیوں کو **حَسَنَاتٍ** بھلائیوں سے، نیکیوں سے **وَكَانَ اللَّهُ** اور ہے اللہ **غَفُورًا رَّحِيمًا** بخشنے والا اور رحم کرنے والا اب آپ دیکھیے کہ یہاں پر اللہ رب العزت نے ایک بہت اہم مضمون کی طرف متوجہ کیا ہے اور وہ کیا ہے کہ اللہ تعالی نے بتایا ہے کہ توبہ استغفار ہی واحد راستہ ہے جس کے ذریعے سے انسان کو اپنے گناہوں کی سزا سے چھٹکارا مل سکتا ہے توبہ استغفار ہی وہ چابی ہے، وہ کنجی ہے کہ جس کے ذریعے سے انسان سے عذاب کو روک دیا جائے گا **يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ** جو دُگنا چُگنا کئی گنا عذاب ہوگا یا پھر **وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا** ذلت رسوائی کے ساتھ وہ جہنم کے اندر رہے گا۔ ایک ہی طریقہ ہے ایک ہی راستہ ہے اور ایک ہی سہارا ہے دُگنے عذاب سے بچنے کا جہنم میں جانے سے محفوظ رہنے کا اور وہ دروازہ ہے کہ انسان توبہ استغفار کرے وہ اللہ رب العزت سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اب آپ دیکھیے کہ یہاں پر توبہ کے معنی کیا ہیں ؟ توبہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان نے اپنی زندگی میں جتنے بھی گناہ کیے ہیں وہ ان گناہوں پر نادم ہو توبہ کا پہلا قدم ہے ندامت ہے گناہوں پر نادم ہونا گناہوں پر ندامت کسے کہتے ہیں شرمندگی کا احساس **وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ"**. وہ شخص جس نے اللہ کو یاد کیا اکیلے میں اور وہ اللہ کو یاد کر کے روتا ہے۔ ایک طرف اللہ جلیل اور عظیم ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرنے والا اتنے احسانات اتنی نعمتیں اتنا نوازا اور میں ایسا بدبخت نکلا میں ایسی بدبخت نکلی کہ پھر میں اُس طرف چلی گئی میں نے ان کاموں سے اپنی زندگی کو سیاہ کر لیا گندا کر لیا اللہ نے جن کاموں سے منع کیا تھا اور وہ کام نہ کیے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا تو یہ ندامت بہت بڑی نعمت ہے اب آپ دیکھ لیجیے کہ مکی دور پر اگر آپ غور کریں تو کون سا گناہ ہے جو وہاں کے لوگ نہیں کرتے تھے کیسے کیسے گناہ اور کیسی کیسی ان کی حرکتیں تھیں لیکن یہ کہ وہ لوٹے، وہ پشیمان ہوئے، وہ نادم ہوئے، وہ ایسے نادم ہوئے وہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ دنیا میں ان کو جنت کی بشارت دے دی گئی تو اصل کیا ہے کہ لوٹ آنا کہاں سے لوٹناہے گناہوں سے لوٹ آنا اور کہاں جانا گناہوں کو چھوڑ کر نیکیوں کی طرف جانا نیکیوں کی طرف لپکنا احساس ندامت اتنا شدید ہو، اتنا قوی ہو، اتنا مضبوط ہو کہ پھر انسان سوچے کہ اب تک کی زندگی میں مجھ سے جو کمی بیشی ہوئی ہے اب میں نے ان تمام کمیاں ،

تمام گناہ ، تمام زیادتیاں جو مجھ سےہوئی ہیں اب میں نے ان کا ازالہ کرنا ہے اب میں نے ان کا کفارہ ادا کرنا ہے اب میری زندگی میں میرے اعمال نامے میں جتنے گناہ ہیں چھوٹے ہیں بڑے ہیں کفر کے ساتھ کیے شرک کے ساتھ کیے نفاق کے ساتھ کیے فسق و فجور کی کیفیت لئے ہوئے کیے میں نے اپنے اعمال نامے سے ان تمام گناہوں کو مٹا دینا ہے اور پھر اعمال نامے میں ان کی جگہ پہ کیا آئے گا نیکیاں رکھ دینی ہیں اور نیکیوں کو اس طرح پھیلانا ہے نیکیوں کو اعمال نامے میں اس طرح سجانا ہے اس طرح نیکیاں کرنی ہیں جو کہ پچھلے گناہوں کو ڈھانک دیں جو پچھلے گناہوں کو مٹا دیں تو یہ ہے ندامت یہ ہے گناہوں سے نیکیوں کی طرف لوٹ آنا سورت النساء 16 میں بھی آپ پڑھ چکیں کہ جب انسان نیکی کی طرف لوٹتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ بھی اس پر رحم کرتا ہے **إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا** کہ بے شک اللّٰہ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے تو میری پیاری بہنوں میرے اور آپ کے لئے یہ آیت نمبر 70 اور 71 مردہ زندگی کے لئے ایک جان کی حیثیت رکھتی ہے مردہ زندگی میں ایک حرکت اور برکت پیدا کرتی ہے ایک امید ہے ایک سہارا ہے اگر کوئی ڈوب رہا ہو تو اس کو جیسے ایک سہارا مل جائے تو آپ سوچیں کہ اب تک کی زندگی میں میں نے اور آپ نے کتنے گناہ کیے وہ گناہ جو چھپ چھپ کر کیے وہ گناہ جو بس صرف آپ جانتی ہیں اور آپ کا خدا وہ گناہ جو میں جانتی ہوں اور میرا خدا یعنی ہر شخص اپنا محاسبہ کرے ہر شخص اپنا جائزہ لے اور سوچے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی پچھلی زندگی میں کیا کیا غلطیاں کیں کیا کیا گناہ کیے اور میرے لئے ان گناہوں سے نکلنے کا اتنا خوبصورت اللّٰہ تعالیٰ نے راستہ کھول دیا ندامت شرمندگی اندر ہونی چاہیے آپ دیکھیں اب تک کے آپ نے جتنے پارے پڑھ لئے ہیں اور کتنے احکامات ہیں، آیات مردہ ہیں، آیات زخمی ہیں اور وہ میرا اور آپ کا انتظار کر رہی ہیں کہ اے کلمہ پڑھنے والی، اے قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنے والی، اے اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول سے محبت کرنے والی، اے اپنے نام کو مسلمانوں کے زمرے اور گروہوں میں شامل کروانے والی تُو کہاں رہ گئی؟ تُو کہاں چلی گئی؟ تُو نے مجھے مردہ کیوں کر دیا؟ تُو مجھ پہ عمل کیوں نہیں کرتی؟ کیا دنیا سے ڈرتی ہے؟ کیا لوگوں سے ڈرتی ہے؟ تیری خواہشات جن کو تُو پورا کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہے یہ تجھے برباد کردیں گی یہ تجھے ہلاک کردیں گی تُو مجھ پر عمل کر تاکہ تجھے جنت کی خوشخبری دی جا سکے **إِلَّا مَن تَابَ** اور آپ دیکھیے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے عرب کے بگڑے لوگوں کو کیسے سنبھالا وہ ڈاکو، وہ چور، وہ زانی، وہ شرابی وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے والے وہ بھائی کا گلا دبانے والے وہ قتل و غارت کے میدان گرم کرنے والے وہ جو صرف اپنے لئے جیتے تھے جب توبہ کی نعمت ان کو میسر آئی جب توبہ کی خوشخبری کا ان کو پتہ چلا تو پھر انہوں نے کیسی زندہ مثالیں قائم کی- ایک مثال میں آپ کو دیتی ہوں ابن جریر اور طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے ان مثالوں کی روشنی میں میں اور آپ اپنا بھی ضرور جائزہ لیں -**مفہوم حدیث**- حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی سے عشاء کی نماز پڑھ کر پلٹا تو دیکھا کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے - میں اس کو سلام کر کے اپنے حجرے میں چلا گیا اور دروازہ بند کر کے نوافل پڑھنے لگا - کچھ دیر کے بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا - میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور پوچھا کیا چاہتی ہے ؟ وہ کہنے لگی میں آپ سے ایک سوال کرنے آئی ہوں - مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا - ناجائز حمل ہوا - بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے مار ڈالا - اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا گناہ معاف ہونے کی بھی کوئی صورت ہے ؟ میں نے کہا ہرگز نہیں - وہ بڑی حسرت کے ساتھ آہیں بھرتی ہوئی واپس چلی گئی ، اور کہنے لگی افسوس ، یہ حسن آگ کے لئے پیدا ہوا تھا - صبح نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر جب میں فارغ ہوا تو میں نے حضور ﷺ کو رات کا قصہ سنایا - آپ نے فرمایا ، بڑا غلط جواب دیا ابو ہریرہ تم نے ، کیا یہ آیت قرآن میں تم نے نہیں پڑھی آیت 68 سے 69 تک : **وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ**

.........اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا حضور کا یہ جواب سن کر میں نکلا اور اس عورت کو تلاش کرنا شروع کیا ۔ رات کو عشاء ہی کے وقت وہ ملی ۔ میں نے اسے بشارت دی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے سوال کا یہ جواب دیا ہے ۔ وہ سنتے ہی سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی شکر ہے اس خدائے پاک کا جس نے میرے لئے معافی کا دروازہ کھولا ۔ پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور اپنی لونڈی کو اس کے بیٹے سمیت آزاد کر دیا اس حدیث سے کیا باتیں پتہ چلتی ہیں کہ عورت سے گناہ ہوا کتنے گناہ ہوئے دو ہوئے ایک زنا اور قتل ناحق کا اور اس کے بعد اس کو اپنے گناہ کا احساس بہت تھا کہ اب وہ گلی گلی کوچے کوچے پھر رہی ہے نمبر دو کہ کسی طرح مجھ سے جو زیادتی اور گناہ ہو چکا ہے کیا اس کی معافی کی بھی کوئی شکل ہے تو گڑھے میں کوئی گر جائے کسی کنویں میں کوئی گر جائے کسی گندگی کے ڈھیر میں کوئی گر جائے تو کیا اس سے بھی نکلنے کی کوئی شکل ہے تو اب جب اس کو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہاں ہے تو اس نے سب سے پہلے کیا کیا سجدے میں گر گئی گویا کہ ندامت اس کے اندر بہت زیادہ تھی جیسے بے اختیار انسان سجدے میں گر جائے نمبر دو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تو نے میرے لئے معافی کا دروازہ کھولا پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور کیسی توبہ کی کہ اپنی لونڈی کو اس کے بیٹے سمیت آزاد کر دیا تو ندامت توبہ استغفار کے ساتھ پھر نیکی کرنا کیونکہ جب انسان گناہوں کے بعد نیکیاں کرتا ہے جب انسان برائیوں کے بعد نیکیاں کرتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے تو گناہوں کو بدلنے والی، گناہوں کو مٹانے والی وہ کیا ہے؟ کہ حسانات کیں جائیں اچھائیاں کیں جائیں پھر اسی طرح ہمیں ایک اور واقعہ ملتا ہے مفہوم **حدیث** . اس سے ملتا جلتا واقعہ احادیث میں ایک بوڑھے کا آیا ہے جس نے آ کر حضور ﷺ سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے ۔ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا ارتکاب نہ کر چکا ہوں ۔ اپنے گناہ تمام روئے زمین کے باشندوں پر بھی تقسیم کر دوں تو سب کو لے ڈوبیں ۔ کیا اب بھی میری معافی کی کوئی صورت ہے ؟ فرمایا کیا تو نے اسلام قبول کر لیا ہے ؟ اس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۔ فرمایا جا ، اللہ معاف کرنے والا اور تیری برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے۔ اس نے عرض کیا میرے سارے جرم اور قصور؟ فرمایا ہاں ، تیرے سارے جرم اور قصور۔ اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اس بوڑھے کا اپنے گناہوں پر شرمسار ہونا نادم ہونا تب ہی تو انسان کہتا ہے کہ لوگوں مجھے بتاؤ میں اپنے آپ کو صاف کیسے کروں نمبر دو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تُو نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب انسان اسلام قبول کرتا ہے تو پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب انسان شعوری مسلمان بنتا ہے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تیسری بات جو پتہ چلتی ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان کے اندر ندامت شرمساری اور توبہ پائی جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نا صرف یہ کہ پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے اس نے عرض کیا کہ میرے سارے جرم اور قصور فرمایا ہاں تیرے سارے جرم اور قصور بعض اوقات کسی کو کہا جائے کہ جا تیری غلطیاں معاف کیں اور اس انسان کو اتنی شرمندگی اتنی ندامت ہو پھر پوچھ رہا ہے کہ سارے کہا کہ جا تیرے سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیے اسلام اتنی بڑی دولت ہے اتنی بڑی نعمت ہے اور یہاں پر بھی کیا بات میرے اور آپ کے سامنے آرہی **ہے۔اِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا** جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اب یہ نہ ہو کہ توبہ تو کر لی پھر اس کے بعد وہی کچھ کرتا رہے جو کہ پہلے کر رہا تھا یا اس کی توبہ **توبة الکذاب** جھوٹوں کی توبہ ہو۔ توبہ کے اندر یہ چیز پائی جاتی ہے کہ انسان جب توبہ کر لے تو اس کے بعد وہ کام نہ کرے جس کی وجہ سے اس نے توبہ کی ہے اب آپ دیکھیں کہ توبہ اور ایمان اتنا ضروری ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایمان کس طرح مومن کے سینے سے کھینچ لیا جاتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اس طرح اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈالا آپ دیکھیں اس طرح جیسے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر پھر نکالا اور فرمایا کہ پھر اگر وہ شخص توبہ کر لے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور پھر اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا یعنی ایمان آتا اس طرح ہے اور اگر انسان گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالی ایمان اس کا کھینچ لیتے ہیں کیوں؟ **حدیث** کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں یہ بخاری کی روایت ہے "جب بندہ بدکاری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب وہ چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب وہ شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب وہ کسی کو قتل کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا"۔ کیونکہ ایمان جب انسان کے اندر ہوتا ہے تو ہو نہیں سکتا کہ انسان پھر گناہ کرے تو یہاں پر توبہ پر ایمان اور عمل صالح کی شرط لگا دی گئی اس کو میرے اور آپ کے سامنے ایک معیار بنا کر پیش کر دیا گیا اور اگر آپ کو یاد ہو آپ نے پڑھا تھا سورت ھود آیت نمبر ایک 114 میں کہ اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں کہ گناہوں کے بعد انسان جب نیکیاں کرتا ہے تو ہوتا کیا ہے **اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (114)** یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں کیا مطلب ہے کہ انسان نماز پڑھتا ہے زکوۃ دیتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے صدقہ خیرات نیکی کے کام تو نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ انسان کے گناہ مٹتے چلے جاتے ہیں لیکن یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ جو توبہ کرے گا ایمان لائے گا عمل صالح کرے گا تو **فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ** اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ بس اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں تبدیل کر دے گا یہ اور بڑی خوشخبری ہے کہ ایمان عمل صالح اور توبہ استغفار سے صرف یہ ہی نہیں ہے کہ اس کے جو گناہ تھے اللہ نے بس وہی معاف کر دیے بلکہ کیا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں برائیاں مٹا کر نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس کے تین معنی ہیں کہ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ جو آیت نمبر 70 ہے یہاں توبہ اور استغفار کا جو ذکر ہے یہ ذکر کفر اور شرک کرنے کے بعد یعنی وہ شخص تھا ہی کافر وہ شخص تھا ہی برا اور اس نے برائیاں کی اس نے گناہ کیے کیونکہ جو لوگ بھی شرک اور کفر میں مبتلا ہوں اور اس میں مبتلا ہونے کے بعد نمبر ایک وہ توبہ استغفار کریں نمبر دو وہ ایمان لے آئیں نمبر تین وہ عمل صالح کریں تو اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ **يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا** اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلام لانے کے نتیجے میں اللہ تعالی اس کے سارے پہلے گناہ معاف کر دیں گے کیونکہ اسلام لانے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو اور دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ اس کے پہلے کے جو نیک اعمال ہیں اس کو اس کا بھی اجر ملے گا حالانکہ اگر وہ کفر کی حالت میں مر جاتا تو اس کو نیک اعمال کا اجر نہیں ملنا تھا جو زمانہ جہالت میں اس نے کیے تھے اس کے لئے میں آپ کو دلیل میں ایک **حدیث** سناتی ہوں کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا : یارسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں جو اچھے کام کیے تھے مثلاً قرابت داروں سے حسن سلوک، غلام کو آزاد کرنا یا صدقہ و خیرات دینا۔ کیا مجھے ان کا اجر ملے گا ؟ آپ نے فرمایا : کیوں نہیں۔ تم جو اسلام لائے ہو تو سابقہ نیکیوں کو برقرار رکھتے ہوئے اسلام لائے ہو۔ یہ بخاری کی روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے دوسری طرف جو نیکیاں پیچھے کی ہیں ان کا بھی ثواب ملے گا اسی طرح اس کے دوسرے معنی کیا ہیں کہ اسلام لانے کے نتیجے میں اعمال نامے میں جو بھی برائیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ برائیوں کی جگہ پر نیکیاں لکھ دیتا ہے اور تبدیل کر دینا سیئات کو حسنات سے اور آپ دیکھ لیں سیئات بھی جمع ہے سیئہ ایک برائی ہے سیئات بہت سی برائیاں بہت سے گناہ بہت سی برائیاں اور حسنہ ایک نیکی حسنات بہت سی نیکیاں۔

جتنے بھی گناہ ہیں ان کی جگہ اللہ نیکیاں لکھ دے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی جب توبہ استغفار کرتا ہے ایمان لاتا ہے عمل صالح کرتا ہے اور عمل صالح کا جب وہ عادی ہو جاتا ہے تو اس سے اس کی برائیوں کی عادت چھوٹ جاتی ہے سابقہ برائیاں معاف کر دی جاتی ہیں معاشرے میں جب نیکیاں رواج پاتی ہیں تو برائیاں از خود مٹتی چلی جاتی ہیں تو یہ ہے تبدیلی کہ اب اس کے اندر برائیوں کی جو عادت تھی وہ ختم ہوتی چلی گئی اب آپ دیکھیں اگر ایک شخص گناہ کرے اور اس کو اپنے گناہوں کا احساس نہ ہو تو پھر اس کو کیسے اللہ تعالی معاف کرے جب تک خود معافی نہ مانگی جائے مثلاً یہ بھی ایک بڑی خوبصورت حدیث ہے اور اس حدیث کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس زمانے میں لوگوں کے اندر ندامت کتنی پائی جاتی تھی **حدیث** اسے طبرانی نے روایت کیا ہے حدیث کا مفہوم ہے ابو مغیرہ، صفوان، ابن عمر ،ابو فروہ وغیرہ وہ روایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ ایک شخص نے تمام گناہ کیے یعنی وہ اتنا جھوٹا تھا وہ اتنا گناہ گار تھا کہ اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا اور نہ کوئی بڑا گناہ سوچیں ذرا کیا اس کے لئے بھی توبہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو ایمان لایا ہے اس نے کہا ہاں میں اسلام لایا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا نیکیاں کرتے جاؤ اور برائیاں چھوڑتے جاؤ ان برائیوں کو بھی اللہ تمہارے لئے نیکیاں کردے گا اس نے کہا اور میرا فسق و فجور بھی مطلب اتنی شرمندگی تھی اس کے اندر کے کہاجو کچھ میں نے کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہاں یہ شخص اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے لوٹا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا یعنی گویا کہ وہ اتنا متاثر ہوا اس بات سے اتنا اس کے اندر شکر کا احساس تھا کہ وہ اللہ کی حمد اور تکبیر بیان کرتا وہاں سے چلا گیا **حدیث** کا مفہوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے جو گناہ جاہلیت کے زمانہ میں کیے ہیں کیا ہم سے ان کا مواخذہ ہوگا ؟ آپ نے فرمایا : جو شخص اسلام لایا پھر نیک عمل کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہیں ہوگا (بخاری۔ کی روایت ہے) **حدیث** کا مفہوم ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص دوران جہاد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ اپنا چہرہ لوہے کے ہتھیاروں سے چھپائے ہوئے تھا۔ کہنے لگا : اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں پہلے کافروں سے لڑائی کروں یا اسلام لاؤں ؟ آپ نے فرمایا : پہلے اسلام لاؤ، پھر لڑائی کرو تو وہ مسلمان ہوگیا پھر لڑنے لگا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ آپ نے فرمایا : دیکھو اس نے عمل تو تھوڑا کیا مگر ثواب بہت زیادہ پایا اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی کچھ بھی نہیں باقی اعمال کیے یہ بھی بخاری کی روایت ہے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں انسان سے جو خطائیں بھی ہوئی ہیں تو اللہ تعالی ساری خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اگر انسان توبہ کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے اس کے اندر ندامت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالی کیا فائدہ دیتے ہیں کہ اسلام لانے کے نتیجے میں کفر اور شرک کی حالت میں جتنے گناہ کیے تھے اللہ تعالی معاف کر دیتے ہیں اب مثلاً دیکھیں کہ آج کے دور میں بھی جیسے بہت کثرت سے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں تو نیا مسلمان اگر اپنا رشتہ کہیں بھیجے شادی کیلئے تو لوگ اس کو قبول نہیں کرتے پسند نہیں کرتے کہ ان سے ہم شادی کریں پتہ نہیں انہوں نے کیا کیا کیا ہوا ہے اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالی نے سارے گناہ معاف کر دیے اللہ تعالی اعلان کر رہے ہیں جو اسلام لاتا ہے وہ تو نیا بچہ جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے بالکل اس کی حیثیت ایسی ہوتی ہے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی تو بہت بڑھ کر دینے والا ہے تو ہمیں بھی کیا کرنا چاہیے کہ اب تک کی زندگی میں جتنے بھی گناہ ہوئے ہیں جتنی بھی خطائیں جتنی بھی کوتاہیاں ہوئی ہیں ہمیں اللہ تعالی سے اس کی معافی مانگنی چاہیے ندامت اس پر اختیار کرنی چاہیے **وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا** اور وہ بڑا غفور الرحیم ہے تو اصل بات کیا ہے تو میری طرف لوٹ آ میں تجھے بخش نہ دوں تو کہنا اگر اللہ تعالیٰ اس شحص کو جس نے سو قتل

کیے تھے اس قاتل کو اللہ نے بخش دیا تو دنیا کی زندگی میں جو بھی گناہ ہوئے جو بھی زیادتیاں ہوئیں جو بھی زبان کا غلط استعمال کیا جو اللہ تعالی کی نافرمانیاں کی ہیں تو کیا کرنا چاہیے کہ توبہ کرنی چاہیے تو اللہ ہمارے حال کو بدل دے گا تو بعض لوگ حال بدلنے سے کیا مراد لیتے ہیں **يُبَدِّلُ اللّٰـهُ سَيِّئَاتِـهِـمْ حَسَنَاتٍ** کہ پہلے وہ شرک کرتا تھا اب وہ توحید پرست بن کے ایک اللہ کی عبادت کرنے لگا ہے، پہلے وہ گناہ کرتا تھا اب اس کا حال ایسے بدلے گا کہ اب وہ نیکیاں کرے گا پہلے اس کو گناہوں میں لذت ملتی تھی اب نیکیوں کا وہ متلاشی ہو جائے گا پہلے کافروں کے ساتھ مل کے مسلمانوں سے آ لڑتا تھا اب وہ مسلمانوں کا ساتھ دے گا تو ایک تو یہ ہے کہ اس کی جو زندگی کا مدو جزر ہے اس کا اٹھنا بیٹھنا سارا کچھ بدل دے گا تو ضرورت کیا ہے کہ اپنے آپ کو بدلا جائے پہلے صحبت بد تھی اب صحبت صالح اختیار کی جائے اور دوسرے معنی کیا ہیں کہ برائیوں کی جگہ نیکیاں آ جاتی ہیں مثلاً ہمیں ایک **حدیث** سے اس کی دلیل بھی ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں، جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا ہے اور سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ یہ وہ آدمی ہوگا کہ قیامت کے دن اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کیے جائیں گے، بڑے ایک طرف رکھ دیے جائیں گے۔ اس کو کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا ؟ وہ ہاں میں جواب دے گا، انکار کی اسے طاقت نہ ہوگی، علاوہ ازیں وہ اس بات سے بھی ڈر رہا ہوگا کہ ابھی تو بڑے گناہ بھی پیش کیے جائیں گے۔ کہ اتنے میں اس سے کہا جائے گا کہ جا تیرے لئے ہر برائی کے بدلے ایک نیکی ہے۔ اللہ کی مہربانی دیکھ کر کہے گا، کہ ابھی تو میرے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ میں انھیں یہاں نہیں دیکھ رہا، یہ بیان کر کے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوگئے (صحیح مسلم) آپ سوچیں تو سہی تصور کریں اللہ کی یہ مہربانی دیکھ کر وہ کہے گا ابھی تو میرے بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا یہ بیان کر کے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے عام طور پر آپ مسکراتے تھے لیکن ایسے ہنسے کہ آپ کے دانت بھی نظر آنے لگے تو اصل بات کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے آپ نے بی بی غامدیہ اور حضرت ماعز اسلمی کا واقعہ پڑھا سورت النور میں اس میں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ان کا گناہ کتنا بڑا تھا ان سے کتنی بڑی غلطی سرزد ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود جب انہوں نے توبہ کی انہوں نے ایسی توبۃ النصوح کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں کیا کہا جب لوگ ان کے بارے میں برے کلمات اور برے جملے کہنا چاہتے تھے مثلا آپ دیکھیں **حدیث** کا مفہوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غامدیہ کی نماز جنازہ کے موقع پر کہا یا رسول اللہ ﷺ **کیا** اب اس زانیہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی وہ توبہ استغفار کر چکی رجم اس پر ہو چکا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال آپ ﷺ **نے** فرمایا عمر اس نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے لئے کافی ہو اتنا زیادہ اس کی توبہ کے اندر اخلاص ہے یہ بخاری کی روایت ہے یہ امام مسلم کی روایت ہے تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ توبہ کے بعد انسان اگر سچی توبہ کرے تو پاک صاف ہو جاتا ہے اسی طرح ماعز بن مالک جو تھے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے حق میں دعائے مغفرت کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک پوری امت پر تقسیم کر دی جائے تو سب کے لئے کافی ہو اتنا اس کے اندر اخلاص پایا جاتا ہے تو کیا ہے کہ توبہ استغفار بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتی ہے تو آج کل کے معاشرے میں اگر آپ دیکھیں میں اور آپ جائزہ لیں اپنی زندگی کا اور دوسروں کی زندگی کا تو یوں لگتا ہے کہ اتنے بڑے بڑے گناہ ہیں جیسے کہ پہاڑوں سے بھی زیادہ اور انسان جب اپنے گناہوں کا تصور کرتا ہے تو بڑی ہی ندامت ہوتی ہے وہ سوچتا ہے کہ گناہ اتنا بڑا ہے گویا کہ پہاڑ کہ اگر میرا گناہ اتنا ہے اور عذاب پہاڑ جتنا

آیا وہ تو مجھے کچل کر رکھ دے گا تو یہ کیفیت انسان کے اندر ندامت کا طوفان کھڑا کر دیتی ہے اس کا دل چور چور ہو جاتا ہے زخمی زخمی ہو جاتا ہے کہ کاہے کو یہ جملہ بولا کاہے کو مارا، کاہے کو اس کا حق چھین لیا، کیوں اس کے حقوق ادا نہ کیے کیوں میں نے اللہ کا خوف نہ کیا اور کیوں میں نے وہ گناہ کیے تو اصل چیز کیا ہے کہ خود توبہ استغفار کر کے نیکیوں کی ابتدا کرنی چاہیے اور پچھلی جہالت کی زندگی کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہیے۔ کجا یہ کہ خود جہالت کے زمانے کے گناہ زیادتیاں برائیاں لذتیں لے لے کر دوسروں کو بتائی جائیں اس کا ذکر بھی نہ کیا جائے اور انسان کو جتنی دفعہ پچھلے گناہوں پر ندامت ہوگی جتنی دفعہ اس کو شرمندگی ہوگی اتنا دفعہ اللہ تعالی اجر دیں گے اگر اس کو احساس ہوگا کہ کیوں میں نے فلاں موقع پہ یہ کیا تو جب جب اس کو احساس ہوگا تب تب اللہ تعالی اس کو نیکی عطا کریں گے اور دوسری طرف ہمیں اردگر معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو آپ سے بات کرتے ہیں مجھ سے بات کرتے ہیں کہتے ہیں یہ غلطی ہوگئی یہ زیادتی ہوگئی مجھ سے یہ گناہ ہو گیا تو کیا اللہ تعالی مجھے معاف کر دیں گے بعض اوقات بالکل ایسے ہی جیسے رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ اور صحابیات بات کرتے تھے آپ کے پاس بھی آپ کے دوست احباب رشتہ دار آتے ہیں آپ سے ایسی بات کرتے ہیں تو ان سے نفرت نہ کیا کریں ان کو برا نہ سمجھا کریں ان سے پیار کیا کریں آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو کیا کہا اے ابو ہریرہ تو نے بڑا غلط جواب دیا۔ کیوں کہ ڈاکٹر کبھی بھی مریض سے نفرت نہیں کرتا بلکہ اس کے مرض سے نفرت کرتا ہے تو بحیثیت مسلمان کے داعی کے جو مومنانہ اوصاف ہیں اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کسی انسان سے نفرت نہ کریں کس سے نفرت کریں؟ اس کے گناہوں سے نفرت کریں اور کیا کریں کہ اس کو راستہ بتائیں اس کے ہاتھ کو پکڑیں اس کو سہارا دیں اس سے پیار کریں اس کو تھوڑی توجہ دیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ کی تھوڑی توجہ آپ کے چند جملے آپ کا تھوڑی سی راہنمائی دینا اس کو گناہوں کی دلدل سے، گناہوں کی زندگی سے نکال باہر کریں اس کو زندہ کر دیں گویا کہ زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو بچا لیا جائے جیسے کسی کو گناہوں کی زندگی سے نکال لیا جائے اور

؎ نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے

مزا تو جب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

مزا کب آتا ہے کہ جب انسان جو گناہ کر رہا ہے جو غلطیاں کر رہے ہیں ان کو ہم ان کی غلطیوں سے باہر نکال لیں یعنی ہمیں خود بھی بدلنا ہے اور معاشرے میں جو لوگ گناہوں کی دلدل میں ہمیں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو بھی بدلنا ہے اور میں ایک نظم ہے اس کو تھوڑا سا تبدیل کر کے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جیسے آپ ایک طالبعلم ہیں میں ایک طالبعلم ہوں

؎ میں ایک طالبعلم ہوں

میں اپنے گھر سے جب نکلتی ہوں

میں زمانے کا رخ بدلتی ہوں

وقت کے ساتھ ساتھ چلتی ہوں

خود چراغوں کے ساتھ چلتی ہوں

میں کے ایک طالبعلم ہوں

یہ بات کہ میرا اور آپ کا کام کیا ہے کہ خود بدلنا اور جہاں سے بھی گزریں تمام برائی کے جو راستے ہیں ان کو میں اور آپ بدلتے چلے جائیں

آیت نمبر 71. وَمَن تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا

ترجمہ۔ جو شخص توبہ کر کے نیک عملی اختیار کرتا ہے وہ تو اللّٰہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے

وَمَن تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو کوئی توبہ کرے اور صالح عمل کرے **فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا** تو وہ اللّٰہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسے کہ پلٹنے کا حق ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت نمبر ستر70 میں بھی توبہ اور توبہ کے اثرات بتائے جا رہے ہیں تو پھر اللّٰہ تعالی نے تکرار سے یہ بات کیوں کہی کہ جو توبہ کرے اور عمل کرے صالح **فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا** تو وہ اللّٰہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسے کہ پلٹنے کا حق ہے اور آپ دیکھیں کہ یہاں پہ **تَابَ** کے بعد جو ہے وہ **مَتَابًا** کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے **مَتَابًا** کیا ہے ؟ یہ تاکید کے لئے آیا ہے آپ یہ بات پڑھ چکی ہیں پہلے بھی کہ تاکید کے لئے آیا ہے اور تاکید کس چیز کی ہے؟ کہ اس کا لوٹنا جو ہے حقیقی معنی میں ہو گویا کہ **مَتَابًا** کے معنی ہیں پکی توبہ، حقیقی توبہ تو **مَتَابًا** تاکید توبہ کے لئے استعمال ہوا ہے کہ جو شخص توبہ کے بعدنیک عمل کرے حقیقت میں اس کی توبہ پکی توبہ ہوتی ہے اور مفسرین یہ کہتے ہیں یہ توبہ پہلی توبہ سے مختلف اور الگ ہے کیونکہ آیت 70 میں معاملہ کافر و مشرکین کا تھا جو قتل و زنا میں بھی مبتلا ہوئے تھے، پھر ایمان لے آئے تو ان کی سیئات حسنات سے بدل دی گئیں اور یہاں آیت 71 میں مسلمان گناہگاروں کی توبہ کا ذکر ہے۔ اسی لئے کہ پہلی توبہ کے ساتھ **وَاٰمَنَ** یعنی ان کے ایمان لانے کا ذکر تھا، اس دوسری توبہ میں وہ مذکور نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ توبہ ان لوگوں کی ذکر کی گئی ہے جو پہلے سے مومن ہی تھے مگر غفلت سے قتل و زنا میں مبتلا ہوگئے، شرک ہو گیا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہ کہا کہ **وَمَن تَابَ** دونوں جگہ ہے **وَمَن تَابَ** کہ توبہ خالی منہ سے یہ جملہ ادا کرنے کا نام نہیں ہے کہ میں توبہ کرتی ہوں توبہ میری توبہ اللّٰہ معاف کر دے تو یہ بھی مکاری ہے یہ توبہ کیسی ہے یہ ایسی توبہ ہے کہ جس میں انسان بس باتیں کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے ساتھ ہی اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَعَمِلَ صَالِحًا**اور عمل کرے صالح پہلے ہے **عَمَلًا صَالِحًا** یہاں پہ کیا ہے کہ وہ **وَعَمِلَ صَالِحًا** کہ وہ صالح عمل کرتا ہے **فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا** تو گویا کہ **يَتُوبُ** کا جب اللّٰہ تعالی نے ذکر کیا ہے کہ **فَإِنَّهُ يَتُوبُ** تو یہاں پہ **يَتُوبُ** بندے کے لئے نہیں ہے اللّٰہ کے لئے ہے کہ اللّٰہ اس کی طرف پلٹ آتا ہے **إِلَى اللَّهِ مَتَابًا** اور کیسے پلٹتا ہے جیسے کہ پلٹنے کا حق ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ توبہ زبانی نہیں ہے جو عمل صالح کے ساتھ مل کر ہے تو اس کی طرف پھر اللّٰہ رجوع کرتا ہے پھر اللّٰہ تعالی اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور یہاں پر جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ آتی ہے کہ خالی منہ سے نہیں بولنا بلکہ عمل بھی ایسے کرنے ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتے ہوں کہ انسان نے گناہوں کے راستے کو اور گناہوں کی زندگی کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور اب یہاں امام نووی رحمہ اللّٰہ نے توبہ کی تین شرائط بتائی ہیں مثلاً پہلی بات

یہ کہ گناہ سے باز آئیں مثلاً منہ سے کہہ رہے ہیں کہ توبہ توبہ لیکن گناہ کرتے جا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ بس ایسے ہی عادتاً ایک جملہ انسان ادا کرتا ہے دوسری بات کیا ہے کہ گناہ پر ندامت ہونا یہ شرط ہے توبہ کی جب تک ندامت نہ ہو جب دل نہ پگھلے جب آنکھوں سےآنسوؤں کا سیلاب نہ نکلے تو اس وقت تک انسان توبہ نہیں کرتا تیسری بات یہ ہے کہ اس بات کا عہد کرے کہ پھر وہ گناہ نہیں کرے گا اور امام نووی رحمہ اللہ نے جو تین شرائط بتائی ہیں ایک بات اور اگر گناہ انسانوں سے متعلق ہے تو ایک چوتھی شرط بھی ہے کہ جس بندے کا حق چھینا تھا اس کا حق ادا کرے یا پھر اس سے معاف کروائے ورنہ اس کی توبہ مکمل نہیں ہوگی ایسی طرح حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ وہ کیا بتاتے ہیں کہ نمبر 1 جاہلوں سے دور رہے جاہل کون سے ہیں ان پڑھ نہیں۔ وہ جو کج بحث قسم کے لوگ ہیں گنوار جو جھگڑے لڑائیاں کرتے ہیں نمبر 2 باطل کو ترک کر دے نمبر 3 جومنکر لوگ ہیں منکروں سے رو گردانی کرنا، پرے ہٹنا نمبر 4 محبوب سے محبت کرنا اور نمبر 5 خیرات کرنا اور حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بہترین توبہ کیسی ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا اس میں تین چیزیں بہت ضروری ہیں ان میں پہلی ندامت ہے دوسرا مصمم ارادہ کہ اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا اور تیسرا یہ کہ جو پیچھے زمانہ جاہلیت میں گناہ کیے تھے گناہوں کے کفارے کا خیال۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بڑا احساس رہتا تھا کہ میں دوسروں کی نسبت دیر سے ایمان لایا ہوں بڑی حسرت کرتے تھے اور بڑا مقابلہ کرتے تھے کہ کیسے میں آگے نکل جاؤں تو یہ ہے اصل بات اور آیت نمبر 71,70 میں ہم نے مومنین کی صفت نمبر 10 پڑھی اور وہ کیا ہے توبہ کرنا اور اگر کوئی کافر اور مشرک ہے تو بھی وہ توبہ کر کے نیکیوں کی طرف لوٹ آئے۔ اس کے بعد آیت نمبر 72 جو ہے اس میں کیا بات پتہ چلتی ہے

آیت نمبر 72. وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ کہ یہ وہ لوگ ہیں رحمان کے بندے جو گواہ نہیں بنتے زور کے **وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا** اور جب وہ ان چیزوں پر سے گزر جائیں تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں. اچھا بعض لوگ توبہ ندامت شرمندگی اور اصلاح کو الگ سے صفت کے طور پر نہیں گنتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کیفیت کا ہونا ضروری ہے اور بعض لوگ اس کو الگ ایک صفت گنتے ہیں تو دونوں طرح ہی صحیح ہے کہ اصل چیز تو یہ ہے کہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ایمان، توبہ عمل صالح اختیار کرے اب آپ اس آیت پر غور کریں یہ آیت نمبر 72 میں وہ ایسے لوگ ہیں کہ **الزُّورَ** کے گواہ نہیں بنتے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **يَشْهَدُونَ** کے کیا معنی ہیں تو جیسے(**ش ہ د**) موجود ہونا اسی طرح شہید کے لئے بھی آتا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کے راستے میں دے دی اور اس بات کی گواہی دی کہ وہ اللہ ہی کے لئے سچا ہے اور اللہ کی دی ہوئی جان تھی اللہ کے راستے میں دے دی اور یہ شہید کے علاوہ شاہد کے لئے بھی آتا ہے گواہی دینے والا یعنی گواہی دینا تو جو نیک لوگ ہیں جو متقی لوگ ہیں وہ کیا کرتے ہیں کہ وہ کسی

ایسی محفل جس میں گناہ ہو رہے ہوں جس میں زیادتیاں ہو رہی ہوں تو **لَا یَشْهَدُونَ الزُّورَ** تو وہ اس کے گواہ نہیں بنتے اچھا اب یہاں پہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زور کسے کہتے ہیں زور اونٹ کے سینے کی ہڈی کی ٹیڑھ کو کہتے ہیں اسی سے یہ لفظ جھوٹ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ہڈی ٹیڑھی ہوتی ہے نا تو جھوٹ سیدھا نہیں ہوتا انسان ہیرا پھیری کرتا ہے لڑھکتا ہے ادھر ادھر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور **الزُّورَ** کا ترجمہ مفسرین نے محض جھوٹ نہیں کیا بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر باطل اور لغو کام بھی **زُورَ** ہے اس سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے بلکہ مراد کیا ہے کہ جھوٹی اور باطل والی بات وہ نہیں کرتے مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا جھوٹ باطل کفر اور شرک ہے اس کے بعد عام جھوٹ اور گناہ آتے ہیں اگر جھوٹ کا کوئی گواہ نہ بنے تو اس کو کیا کرنا پڑے گا جھوٹی محفلوں کو، مشاغل کو، دوستیوں کو، مصروفیات کو چھوڑنا پڑے گا تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے عباد الرحمن ایسی محفلوں میں شرکت کرتے ہی نہیں ہیں جاتے ہی نہیں ہیں ان سے گریز کرتے ہیں ایسی محفلوں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد مشرکین کی عیدیں اور میلے ٹھیلے ہیں مشرکین کی عیدیں اور میلے ٹھیلے کیا ہوتے تھے کہ اس میں وہ شرک کرتے تھے گناہ کرتے تھے غلطیاں کرتے تھے تو کہا کہ وہ اس میں نہیں جاتے حضرت مجاہد اور محمد بن حنفیہ رحمہما اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد گانے بجانے کی محفلیں ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد گانا ہے **لَا یَشْهَدُونَ الزُّورَ** سے مراد کیا ہے ؟ گانا اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ اور امام ظاہری جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ شراب پینے پلانے کی محفلیں ہیں یہ **زُورَ** کی محفلیں ہیں اور پھر مفسرین کیا کہتے ہیں کہ حقیقت میں ان تمام باتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ ساری کی ساری محفلیں وہ شراب کی ہوں، وہ گانے کی ہوں ،مشرکین کی عیدیں اور میلے ٹھیلے ہوں یا پھر یہ کہ وہاں پہ اللہ کی کوئی بھی نافرمانی کی جارہی ہو کوئی بھی فضول کام کیا جارہا ہو کوئی بھی ایسا کام کیا جارہا ہو جو بے مقصد ہو تو وہ **زُورَ** کی تعریف میں آتا ہے آپ اگر غور کریں تو یہاں پہ اللہ تعالی نے یہ کہا کہ **وَالَّذِینَ لَا یَشْهَدُونَ الزُّورَ**یعنی یہ نہیں کہا کہ وہ جھوٹی بات کذب بھی تو آ سکتا تھا نا کذب لفظ۔ کہا کہ وہ جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے بلکہ ہر ایسی چیز جو خلاف واقعہ ہو خلاف حقیقت ہو جس کا ان کو پتہ نہ ہو تو وہ اس کی گواہی نہیں دیتے مفسرین یہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ آپ جھوٹی گواہی تو نہیں دیتے آپ سچی گواہی کو چھپا جاتے ہیں اور بیان دینے میں ہیرا پھیری کرتے ہیں تو غیر اہم بات آپ کی ہیرا پھیری کی وجہ سے وہ اہم بن جاتی ہے اور اگر اہم بات ہے اور آپ اس کو واضح نہیں کرتے تو وہ دوسروں کو معمولی لگنے لگتی ہے تو یہ باتیں بھی زور کی تعریف میں آتی ہیں یہ **یَشْهَدُونَ الزُّورَ**میں آتی ہیں مثلاً آپ سے کوئی بات پوچھی جا رہی ہے پتہ کی جا رہی ہے آپ اس کو اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ بات تو معمولی تھی وہ بڑی بنا دی اور بڑی بات تھی آپ کے بیان کرنے سے وہ معمولی بن گئی تو شہادت کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ کہ دوسرا فریق ہے آپ اس کی ناجائز حمایت کریں گے ،طرفداری کریں گے یا اس کی ناجائز مخالفت کریں گے تو ایسے میں کسی ایک کا حق متاثر ہوتا ہے اس لئے جھوٹی گواہی کو شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے گناہِ کبیرہ میں شامل کیا بڑے بڑے گناہوں میں۔ ایک تو اس کے یہ معنی ہیں دوسرے اس کا مطلب یہ ہے کہ **وَالَّذِینَ لَا یَشْهَدُونَ الزُّورَ** کہ وہ لوگ جو ہیں وہ جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے وہ جھوٹ کا مشاہدہ نہیں کرتے دوسرے معنی کیا ہیں یعنی گواہی تب دینا پڑتی ہے جب آپ کسی ایسی محفل میں ہوں لیکن یہ اتنے اچھے لوگ ہوتے ہیں کہ جہاں کہیں بھی برائی ہو رہی ہے وہ وہاں پہ جانے کا ارادہ بھی نہیں کرتے تو یہاں پہ وہ جھوٹ کا مطلب باطل شرک کفر گناہ لیتے ہیں تو کیا کہتے ہیں کہ جہاں بھی برائیاں ہو رہی ہیں تو وہ لذت ،خوشنماں یا آپ بس ایسے ہی

تھوڑی دیر کے لئے جا کے ذرا دیکھ تو آئیں وہ اس پہ ریجھتے نہیں ہیں ہمیں پتہ ہوتا ہے بعض وقت بعض محفلوں کی جب دعوت ملتی ہے پہلے سے ہی پتہ ہوتا ہے لوگ بتا دیتے ہیں یا ویسے آپ کو اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں کیا کیا ہوگا تو کہتے ہیں اچھا چلو جا کے ذرا دیکھتے ہیں یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے **يَشْهَدُونَ الزُّورَ**کہ وہ اس طرف جاتے بھی نہیں ہیں کیونکہ مومن کو جب حق کی معرفت مل جاتی ہے تو اس کی طبیعت قطعاً یہ گوارہ نہیں کرتی کہ وہ ایسی محفلوں میں شامل ہو، بےہودہ قسم کے کھیل تماشے ایسی محفلیں وہاں رکنا وہاں پہ ٹھہرنا ان کا ساتھ دینا تو دور کی بات ہے وہ وہاں پہ جانا بھی پسند نہیں کرتے یہ ہے عباد الرحمن کی صفات کہ وہ کتنے خوبصورت لوگ ہیں اور اسی بات کو اللہ رب العزت نے سورت القصص 55 میں فرمایا **وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (55)** اور جب وہ لغو باتیں سنتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے ساتھ تمہارے اعمال ہمارا سلام لو ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے ایسے کر کے وہ گزر جاتے ہیں تو آپ دیکھیں یہ کتنی بڑی بات ہے ایک تو یہ ہے کہ آپ گئے وہاں پہ برائی نظر آئی تو آپ کہیں کہ اچھا اب اس کا دل نہ خراب ہو جائے اب میں اٹھوں کیسے آپ سورت النساء میں بھی پڑھ چکی ہیں کہ وہ ایسی محفلوں کو چھوڑ دیتے ہیں بار بار پڑھ رہی ہیں وہ وہاں پہ جاتے ہی نہیں ہیں اب یہاں پہ پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اس کے پاس سے گزرتے بھی نہیں ہیں پھر اس کے بعد آپ دیکھیے کہ اسی آیت میں آیت 72 کا دوسرا حصہ ہے **وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا** اور اگر ان کا گزر لغو پر ہو جائے لغو سے مراد بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جھوٹ پر حاوی ہے یہ جو ابھی گزر ا ہے ،پہلے جس چیز کو اللہ نے زور کہا اسی کو لغو کہہ دیا یہاں پہ ایک تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جتنی آپ نے ابھی تک **زور** کی تعریف پڑھی نا وہی تعریف لغو کی ہے اس کے ساتھ وہ یہ کہتے ہیں کہ اصل میں دوسرا معنی کیا ہے کہ لغو سے مراد فضول لا یعنی بے فائدہ باتیں اور کام سب شامل ہیں تو عباد الرحمن کی یہ صفت ہے کہ **وَإِذَا مَرُّوا** اور جب وہ گزر تے ہیں **بِاللَّغْوِ** بے فائدہ، فضول کاموں یا باتوں پر تو وہ ایسی چیزیں نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ ان میں حصہ لیتے ہیں بلکہ کیا کرتے ہیں **مَرُّوا كِرَامًا** تو بڑی شرافت کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں تو یہاں پہ اللہ تعالی نے جو صفت بتائی ہے وہ کیا ہے کہ وہ لوگ وقار کے ساتھ انتہائی شرافت کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں ایسا نہیں کرتے کہ وہاں پہ وہ لوگ ٹھہر جائیں تو **كِرَامًا** یہ سنجیدگی کے معنی میں بھی آتا ہے وہ بڑا کریم النفس ہے وہ بڑا سنجیدہ متین وقار والا شریف شخص ہے تو گویا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ وہ اس طرح کی محفلیں جو ہیں ان پر ایک غلط نگاہ بھی ڈالنا نہیں چاہتے مثلاً آپ دیکھیں کہ جو نفیس مزاج لوگ ہوتے ہیں وہ گندگی کے ڈھیر سے گزرنا ہی نہیں چاہتے اگر کبھی اچانک راستے میں گندگی کا ڈھیر نظر بھی آ جائے اپنی ناک بند کرنا اپنے منہ کو بند کرنا لپیٹ لپاٹ کر اپنے آپ کو وہاں سے گزر جانا اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مجبوری کے ساتھ اگر وہ گزر رہے ہیں تو وہ گزریں گے بغیر مجبوری کے بغیر کسی مقصد کے وہ وہاں سے نہیں گزرتے کیونکہ بدبو کے اندر ایک سانس بھی لینا ان کے لئے مفید نہیں ہوتی وہ اس سے بچنا چاہتے ہیں تو یہ بڑی اہم بات ہے کہ کجا جانا اور پھر بیٹھنا اور پھر باتیں کرنا اور کجا یہ کہ وہاں جانے کا سوچنا بھی نہ ، دل میں یہ حسرت بھی نہ آئے کہ ذرا جا کے ہم سینما ہال تو دیکھیں آج تک ہم نے تو تھیٹر دیکھا بھی نہیں ایک دفعہ کوئی حسرت سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے تو تھیٹر دیکھا بھی نہیں ،ہم نے تو یہ چیز دیکھی ہی نہیں کہ یہ گناہ کیسے ہوتا ہے یا کیسے کیا جاتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا وہ سوچتے بھی نہیں ہیں ان چیزوں کے بارے میں پھر آیت نمبر 73 میں صفت نمبر کونسی ہے 13 نمبر صفت یہ ہے

آیت نمبر 73. وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا

ترجمہ۔ جنہیں اگر اُن کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے

جب انہیں ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے. ذکر کیا ہے؟ یاد نصیحت کرنا ایسی نصیحت جس سے دل نرم ہو جائیں **وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا** جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نصیحت لیتے ہیں ڈراموں سے فلموں سے ناولوں سے عاشقی سے اور گناہوں کے کاموں سے لیکن اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں **وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ** کہ ان کو نصیحت کی جاتی ہے رب کی آیات سے تو کیا بات پتہ چلی کہ نصیحت کا منبع، نصیحت کی بنیاد، ہدایت اور خیر کا سرچشمہ قرآن ہے۔ ان کے رب کی آیات سے انہیں جب نصیحت کی جاتی ہے **لَمْ يَخِرُّوا** تو وہ نہیں رہ جاتے **عَلَيْهَا** اس پر۔ **يَخِرُّوا** اس کے معنی آپ نے کیا پڑھے تھے؟ اضطراب، آواز کے ساتھ گرنا **لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا** تو وہ نہیں گرتے ان پر **صُمًّا وَعُمْيَانًا** کیسے نہیں گرتے بہرے اور اندھے بن کر اب اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اتنے اچھے لوگ ہیں کہ قرآن جب ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس سے تعلیم اور تذکیر حاصل کرتے ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایسا نہیں کرتے کہ فائدہ اٹھانے کی بجائے جب قرآن کی آیات ان کے سامنے آئیں تو پھر اپنے کانوں کو بند کر لیں **صُمًّا** جب سنیں گے ہی نہیں تو پھر غور کیا کریں گے پھر دیکھیں گے کیا پڑھیں گے کیا تو ایسا نہیں ہے کہ وہ سنیں نہیں اور ایسا نہیں ہے کہ وہ بالکل اندھے ہو جائیں کیونکہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ انسان کسی چیز کو دیکھتا ہی نہیں مخالفت میں اتنا اندھا ہوتا ہے کہ اسے نصیحت قبول کرنا تو دور کی بات ہے وہ یہ گوارہ بھی نہیں کرتا کہ تھوڑی دیر کیلئے میں دیکھوں تو سہی کہ اس کے اندر کیا مضمون بیان ہوا ہے اور اہل مکہ کا حال کیا تھا اہل مکہ قرآن کی مخالفت کرتے تھے وہ قرآن کا مذاق اڑاتے تھے تو یہاں پہ بڑی اہم صفت جو ان لوگوں کی بتائی گئی وہ یہ ہے کہ اللّٰہ کی آیات آخرت کی یاد اور ایک اچھا مسلمان بننا تو معنی کیا ہیں کہ وہ آیاتِ الٰہی پر توجہ دیتے ہیں غور کرتے ہیں آیاتِ الٰہی کو سمجھنے کا اہتمام کرتے ہیں وہ ایسا نہیں کرتے کہ سمجھنے کا اہتمام ہی نہ کریں آپ دیکھ لیجیے کہ سورت المعارج آیت نمبر 36 میں۔ **فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ (36) عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ** (37) پس کافروں کو کیا ہوگیا کہ آپ کی طرف دوڑے آ رہے ہیں۔ دائیں اور بائیں سے ٹولیاں بنا کر۔ **اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْـهُـمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ** (38) کیا ہر ایک ان میں سے طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل کیا جائے گا۔پھر آگے اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اللّٰہ کی آیات اللّٰہ کے پیغام کا مذاق اڑایا ہے اللّٰہ کی آیات پر یہ اندھے اور بہرے بن کر رہ گئے اسی طرح سورت جن آیت نمبر 19 میں اللّٰہ رب العزت کیا فرماتے ہیں۔ **وَاَنَّهٝ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّـٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُـوْنُـوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (19)** اور جب اللّٰہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جھمگٹا کرنے لگتے ہیں اور جب اللّٰہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا یعنی اس نے قرآن سنانا شروع کیا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں تو وہ کیا کرتے تھے اکٹھے ہو کر سارے انسان اور جن مل کر چاہتے تھے کہ اللّٰہ کے نور کو اللّٰہ کے قرآن کو وہ کچل دیں اس کو لوگوں کو سنانے ہی نہ دیں تو یہ جو آیت ہے یہ بڑی اہم آیت ہے اس میں کیا بات بتائی جارہی ہے کہ اصل میں قرآن کی آیات کے ذریعے انسان کی زندگی میں ایک انقلاب آ سکتا ہے میرے اور آپ کے لئے کیا پیغام ہے کہ جتنا قرآن اب تک پڑھا ہے اور سمجھا ہے اگر اس قرآن

کو ہم سنیں ہی نہیں دیکھیں ہی نہیں قرآن کی محفلوں میں جائیں ہی نہیں قرآن پر اپنا وقت لگائیں ہی نہیں تو پھر قرآن سے ہمیں نصیحت اور ذکر مل نہیں سکتا تو اس کے برعکس کچھ لوگ ہوتے ہیں جو قرآن پر وقت نہیں لگاتے قرآن پر توجہ نہیں دیتے تو وہ کیا کرتے ہیں مسلمانوں میں سے بھی وہ اپنے طرف سے کہتے ہیں کہ اسلام ایسے ہوتا ہے مسلمان ایسے ہوتے ہیں اور اللہ نے قرآن میں یہ بتایا ہے ۔ حالانکہ قرآن کے اندر کچھ ہوتا ہی نہیں اس کا کیا مطلب ہے اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ احکام دین کا صرف مطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ اسلاف کی تفسیر کے مطابق سمجھ کر عمل کرنا ضروری ہے قرآن کی تفسیر قرآن کے معنی اپنے الفاظ میں میں اور آپ نہیں کر سکتے کیوں اگر اپنے الفاظ میں کریں گے تو مطلب یہ ہے کہ قرآن کی آیات پر لوگ جو تھے **يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا** کہ وہ اس کے لئے بہرے گونگے اور اندھے ہوگے تو معنی کیا ہیں نمبر1 قرآن کو سمجھنا ہے قرآن کی زبان میں نمبر 2 سیرت اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی تفسیر نمبر 3 صحابہ سے نمبر 4 سلف صالحین کے اقوال اور ان کی زندگی سے. سمجھ آئی بات کی میں اور آپ اپنی مرضی سے قرآن کو بیان نہیں کر سکتے اور اپنی مرضی سے جو بھی ہمارا دل چاہے اس سے قرآن کے معنی متعین نہیں کر سکتے جیسے بعض لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ قرآن میں قرآن کی اصطلاحیں کیا ہیں معنی کیا ہیں اس میں جو فعل استعمال کیا گیا ہے یہ کیا ہے تو وہ کیا کرتے ہیں خود ہی کہتے ہیں کہ ہم نے اب ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے سمجھ بھی نہیں ہے ابھی قرآن کی دین کی کہتے ہیں ترجمہ بھی شروع کر دیا ہے اور ضروری ہے کہ قرآن کو بھی کسی ماہر استاد سے سمجھا جائے جس کو سمجھ ہے کہ قرآن کے اندر کی باریکیاں رموز اور اس کے جو بھی مضامین ہیں احکامات ہیں تو اگر اس کی رہنمائی کے بغیر ہی ہر شخص اٹھ کر یہ کہتا ہے کہ نہیں مجھے قرآن اب آتا ہے اور بعض وقت ابھی بڑا کچا پکا ہوتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے کہ آگے بڑھ کر لوگوں کو فتوے تک دینا شروع کر دیتا ہے تو یہ کیا ہے یہ بھی آیات الہی پر اندھا بہرہ بن کر گرنے کے مفہوم میں شامل ہے تو دنیا میں جب علاج کی باری آتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہم ڈاکٹر کے پاس جانا چاہتے ہیں ایسے ہی کسی حکیم کے پاس نہیں جانا چاہتے پھر عام ڈاکٹر نہیں ماہرڈاکٹر کے پاس جانا چاہتے ہیں قرآن ہی مذاق ہے کہ جس کے لئے نہ وقت لگایا جائے نہ محنت لگائی جائے نہ کچھ کام کیا جائے اور نہ کسی ماہر سے قرآن کو سمجھا جائے اور آپ دیکھیں ایک ڈاکٹر جو بنتا ہے یا ایک ڈگری بھی کوئی حاصل کرتا ہے تو کتنے سال کی محنت اس پر ہوتی ہے تو قرآن پر کہتے ہیں کہ بس مختصر کورس کروا کے دو چار مہینے کا ایک مہینے کا دس دن کا سال کا تھوڑے دنوں کا اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں ڈگری مل جائے اور ہمیں یہ سند مل گئی کہ ہم پڑھا سکتے ہیں بعض اوقات اس کو کاروبار بنا لیتے ہیں اور بعض اوقات اپنی جو علمیت ہے اس کا سکہ جمانا مطلوب ہوتا ہے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ ہمیں بہت زیادہ آتا ہے **نیم حکیم خطرہ جان نیم مُلا خطرہ ایمان** ، بہت ضروری ہے کہ ہمیں اللہ کا پیغام صحیح طریقے سے آتا ہو اور ایک نکتہ اس کے اندر اور آتا ہے اور یہ بہت اہم نکتہ ہے کہ قرآن کو سن بھی لیا اس کو پڑھ بھی لیا اس کو سمجھ بھی لیا اور عمل کی باری آئی تو پھر کیا ہوا کہ پھر اس پر **صُمًّا وَعُمْيَانًا** بن گئے پھر ایسے بن گئے جیسے کہ بہرے اور اندھے ہیں اور اس پر عمل ہی نہ کیا جائے۔ نہیں وہ آیات کی زبان بن جاتے ہیں مشکل سے مشکل حالات ہو جائیں گے وہ آیات کی تفسیر بن جاتے ہیں وہ دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے اس سے وہ بے نیاز ہو جاتے ہیں یہ ہے اصل بات اللہ کی آیات ان کے سامنے آئیں قرآن کی آیت ان کے سامنے آئی اب یہ نہیں ہے کہ وہ بہرے اور اندھے ہوں یہاں پہ **لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا ۔** یہ ایک محاورہ ہے کہ اب اس کا یہ نہیں مطلب کہ وہ توجہ نہ دیں وہ سوچ بچار میں اپنی زندگی گزار دیں کہ اچھا عمل کروں کہ نہ کروں ذرا میں دیکھوں تو سہی نہیں وہ قدم بڑھاتے ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وہ قرآن کی آیات کو زندہ کر دیتے ہیں اور اصل بات یہ تھی کہ یہ صحابہ کی

تعریف کی گئی ہے یہاں پہ صحابہ نے کیا کیا انہوں نے آیتیں نازل ہوتی تھیں فورًا وہ عمل کرتے تھے وہ نیکی کرنے کے لئے عمل کا انتظار نہیں کرتے تھے پلاننگ نہیں کرتے رہ جاتے تھے اٹھے اور عمل کر دیا فورا اور نیکی کا حسن یہ ہے کہ اس کو فوراً قبول کیا جائے افسوس کے علم لینے کے بعد جب صدیاں اور بہت سے زمانے گزر گئے تو پھر علم ہمارے پاس نہیں رہتا کسی کا بڑا خوبصورت قول ہے

ؔ علم عمل کو آواز دیتا ہے

جواب پائے تو ٹھہر جاتا ہے ورنہ چل دیتا ہے

جو علم آپ نے سیکھا ہے اس کا جواب کیا ہے عمل کیا جائے اور جب میں اور آپ عمل نہیں کرتے تو پھر علم ایسے شخص کے سینے میں رہنا نہیں چاہتا پھر اس کو چھوڑ جاتا ہے پھر کسی اور کو ڈھونڈنے لگ جاتا ہے تو آپ دیکھ لیں کہ آپ میں سے وہ خوش قسمت ہیں جنہوں نے آیتوں کو پڑھا اور ساتھ ہی عمل کرنا شروع کر دیا اور وہ بدقسمت جو ابھی تک پلاننگ کر رہے ہیں سوچ رہے ہیں کہ کریں کہ نہ کریں اور یاد رکھیے گا یہ جوانی اس کو فنا ہے یہ دولت اس کو زوال ہے یہ زندگی اس کا موت انتظار کر رہی ہے اور جو بوڑھے ہو چکے ہیں انکو تو اور زیادہ ڈرنے کی بات ہے کہ اب جو ہے وہ چل چلاؤ کے دن ہیں اور جوانوں کے بارے میں بھی کیا کہنا یعنی موت تو کسی کو نہیں دیکھتی نہ جوان کو نہ بوڑھےکو کسی کو بھی کسی وقت بھی آ کر دبوچ لیتی ہے سب کچھ دنیا میں رہ جانا ہے عمل ساتھ کام آئیں گے آئیے اپنا جائزہ لیں کہ ہم ایسا تو نہیں کہ ہم اندھے اور بہرے بن کر رہ گئے

آیت نمبر 74. وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

ترجمہ۔ جو دعائیں مانگا کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں کا امام بنا"

اور اس میں صفت نمبر 14 ہے **وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا** یہ وہ لوگ ہیں ان کی یہ صفت ہے کہ ساری کوششیں کرنے کے بعد پھر وہ کیا کرتے ہیں **وَالَّذِينَ يَقُولُونَ** یہ کہتے ہیں اور وہ پکارتے ہیں اور وہ کہتے ہیں اور وہ دعائیں مانگتے ہیں **رَبَّنَا** اے ہمارے رب دل کی گہرائیوں کے ساتھ سچائیوں کے ساتھ صداقتوں کے ساتھ وہ یہ پکارتے ہیں **هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا** عطا کردے **لَنَا** ہمارے لئے۔ وھب کا مادہ کیا ہے؟ **هَبْ** کا مادہ کیا ہے؟ **(و ھ ب)** تو وَھَبَ دینَا عطا کرنَا وھاب دینے والا تو کیا کہتے ہیں؟ **رَبَّنَا هَبْ لَنَا** اور **لَنَا** کیا ہے ہمارے لئے تو اے ہمارے رب دے دے بخش دے عطا کردے ہمارے لئے **مِنْ أَزْوَاجِنَا** ہمارے زوج سے ازواج زوج کی جمع ہے اور شوہر کے لئے بھی آتا ہے اور بیوی کے لئے بھی آتا ہے بیوی کا زوج اُس کا شوہر ہے شوہر کا زوج اُس کی بیوی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اب اُن کے دل کی دھڑکن بن جاتی ہے اب اُن کے دل کی حسرت بن جاتی ہے اب اُن کی ایک ہی تمنا ہوتی ہے ایک ہی طلب ہوتی ہے ایک ہی دعا ہوتی ہے اور وہ کہتے ہیں **رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا** دے دے ہماری بیویوں میں دے دے ہمارے شوہروں میں **وَذُرِّيَّاتِنَا** اور ہماری اولادوں میں ذُرِّیَت کسے کہتے ہیں**(ذ ر ر)** چھوٹی چھوٹی چونٹیوں کو کہتے ہیں اسی طرح یہ لفظ اولاد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں جو بھی ہماری بیٹیاں ہیں بیٹے ہیں جو بھی ہماری اولاد ہیں تو اُس میں کیا دے دے ہمیں **قُرَّةَ أَعْيُنٍ** آنکھوں کی ٹھنڈک قُرَّۃَ۔**(ق ر ر)** قَرَار کے لئے بھی آتا ہے اور یہ لفظ کسی کا ٹھہر جانا اس کے لئے بھی آتا ہے

اس کے علاوہ یہ لفظ کس کے لئے استعمال ہوتا ہے ٹھنڈک کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور آپ دیکھ لیجیے کہ ٹھنڈک کے لئے یہ لفظ کیسے استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ ایک چیز اگر کہیں پہ ٹھہر جاتی ہے رک جاتی ہے تو پھر وہ چیز انسان کا قرار بن جاتی ہے وہ انسان کی ٹھنڈک بن جاتی ہے یعنی کسی جگہ جم کر ٹھہر جانا اب آپ دیکھیں کہ قُرٌ اس کے معنی سردی کے ہیں اب سردی کیسے ہوتی ہے جب بہت عرصہ ایک حالت میں ہوتی ہے تو سکون اس میں ہوتا ہے تو سردی ہوتی ہے **وَقَرْنَا فی بَیُوتِکُنْ** اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اسی طرح جنت کی بھی خوبی ہے سورت المومنوں **ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ (50)**جو رہنے کے لائق ہے وہ ٹھہرنے کے لائق ہے اسی طرح آپ نے **فَمُسْتَقَرٌ** پیچھے پڑھا تھا آپ کہتے ہیں مجھے قرار نہیں ہے میرے دل کو قرار نہیں ہے کیا ہے کہ میرے دل میں اب ٹھہراو نہیں ہے بڑی بے چینی ہے اسی طرح بعض اوقات ہنڈیا کو ٹھنڈا کرنا اس کے لئے بھی کہا جاتا ہے **لَیْلَۃٌ قِرَّۃٌ** ٹھنڈی رات کو بھی کہا جاتا ہے تو ایسی چیز جسے دیکھ کر انسان کو خوشی حاصل ہو ٹھنڈک حاصل ہو اس کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے اگر **قُرٌ** سردی کے معنی میں لیا جائے تو اس کے معنی کیا ہیں کہ ٹھنڈک آنکھ کی ٹھنڈک گویا کہ آنکھ کا خوش ہو جانا اور آپ دیکھیں کہ آنکھ کے اندر جو آنسو ہوتے ہیں وہ خوشی کے بھی ہوتے ہیں اور غم کے بھی ہوتے ہیں تو یہاں پر کیا کہا **قُرَّةَ أَعْيُنٍ** اور عین کی جمع ہے **اَعْیُن، عُیُون** بھی ہے اور **أَعْيُنٍ** بھی ہے عین جو ہے وہ چشمے کو بھی کہتے ہیں اس میں آنکھیں ہوتی ہیں چشمے کے اندر پانی ہوتا ہے آنکھ کو بھی عین کہتے ہیں جس طرح چشمے میں سے بوند بوند پانی گرتا ہے آنکھوں میں بھی آپ دیکھیں کہ جب آنسوؤں سے بھری ہوتی ہیں تو ایک ایک آنسو کر کے دونوں میں مشابہت ہے تو کیا کہا کہ ہماری آنکھوں میں ٹھنڈک دے دے تو یہاں پر اس سے اصل میں مراد کیا ہے کہ جب میں اپنی اولاد کو دیکھوں جب میں اپنی بیوی کو دیکھوں جب میں اپنے شوہر کو دیکھوں تو یہ نہیں کہ ان کے حسن کو دیکھ کر میں خوش ہو جاؤں بعض اوقات حسن ہے دولت ہے زیور ہے اچھے کپڑے اچھی گاڑی یہاں پر اس کا نہیں ذکر ہو رہا کہ ان کو دیکھ کر مجھے ٹھنڈک حاصل ہو بلکہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ عباد الرحمن کو اصل فکر یہ ہوتی ہے کہ میری بیوی یا میرا شوہر اور جو میرے بچے ہیں اللہ ان کو ایمان اور عمل صالح کی توفیق عطا کرے جو ان کا اخلاق پاکیزہ کر دیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اے اللہ وہ دوزخ کا ایندھن نا بنیں اور آپ دیکھیں کہ جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں وہ تمنا کرتے ہیں وہ خواہش کرتے ہیں وہ آہیں بھرتے ہیں وہ روتے ہیں کہ کسی طرح ہم نیکیوں کی طرف بڑھ جائیں اصل بات کیا ہے کہ اے اللہ تو میری اولاد کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے